شام: سقوطِ حلب کے بعد سقوطِ غوطہ

پروفیسر محسن عثمانی

مسلمانوں کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی ہے کہ وہ مسلمان بھائیوں کے مسائل وحالات سے واقف رہنے کا پورا اہتمام کریں۔ یہاں تک کہ ایک حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص مسلمانوں کے اُمور سے واقف نہ ہو اور ان کی پریشانیوں کو دور کرنے کا اہتمام نہ کرے، وہ مسلمانوں میں سے نہیں ہے۔ اس حدیث کا تقاضا ہے کہ ہم اپنے شامی بھائیوں کے مصائب کے بارے میں جانیں اور جو ممکن ہو اس سے دریغ نہ کریں۔ ملک شام سے وابستگی کا حکم بھی ہے۔ حدیث میں حکم ہے: عَلَیْکُمْ بِالشَّامِ (صحیح ابن حبان، مناقب الصحابۃ، حدیث ۷۳۰۴) یعنی شام سے تمھارا خصوصی تعلق ہونا چاہیے۔ پھر شام کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یَجْتَبِی اِلَیْھَا خِیَرَتُہٗ مِنْ عِبَادِہٖ (ابوداؤد، کتاب الجھاد، حدیث ۲۴۸۳) یعنی اللہ کے بہترین بندے اس سرزمین کے لیے چنے جاتے ہیں۔ آج اگر احساس کی شدت موجود ہے تو ہزاروں کلومیٹر کی دُوری سے مظلومین شام کا یہ نوحۂ غم جو کبھی بیوہ کی زبان سے اور کبھی یتیم کی زبان سے یا کسی غم نصیب کی صدا بن کر بلند ہوتا ہے، ہمارے کانوں تک پہنچ سکتا ہے۔

شام بحیرہ روم کی مشرقی کنارے پر واقع ایک بے حد خوب صورت اور شاداب ملک ہے۔ اس کے مغرب میں لبنان اور شمال میں ترکی ہے اور مشرق میں عراق ہے اور جنوب میں اُردن واقع ہے۔ یہ ۲ کروڑ کی آبادی کا ملک ہے۔ اس میں ۹۰ فی صد سے زیادہ مسلمان ہیں۔ غالب اکثریت سنیوں کی ہے۔ یہاں خلیجی ملکوں کی طرح دولت کی فراوانی نہیں ہے۔ لیکن یہاں کے لوگوں میں شرافت ہے اور دل جوئی اور دل نوازی بھی۔

۱۹۷۱ء میں حافظ الاسد نے شام کے اقتدار پر قبضہ کیا تھا۔ اسد علوی تھا اور فوج میں ملازم۔ چوں کہ فوج میں علویوں کی تعداد بہت زیادہ تھی، اس لیے اس نے بزور طاقت اقتدار پر قبضہ کرلیا اور دینی ذہن رکھنے والوں اور اخوان کو کچلنا شروع کیا۔ ۲۰۰۰ء میں اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا بشارالاسد تخت اقتدار پر بیٹھا اور اس نے باپ سے زیادہ ظلم کیے۔ کسی کو تحریر و تقریر کی اجازت نہیں تھی۔ یہاں تک کہ سیرت النبیؐ کے جلسے بھی بند مکانوں میں منعقد ہوتے تھے۔ بشار الاسد کے مظالم کے خلاف ۱۵ مارچ ۲۰۱۱ء کو شام میں مظاہرے شروع ہوئے، جن کو اس نے کچل دیا۔ پھر پورے ملک میں مظاہروں کا سلسلہ شروع ہوگیا اور طاقت سے ان پُرامن مظاہروں کو روکنے کی وجہ سے بغاوت کے شعلے بھڑکنے لگے۔ پھر وہ وقت آیا کہ ملک کی سرزمین کا ۸۰ فی صد حصّہ بشار کے قبضے سے نکل کر 'باغیوں' کے قبضے میں چلا گیا، جن کی قیادت کرنے والوں میں دینی ذہن کے لوگ اور اخوان المسلمون کے لیڈر تھے۔

بشار کے ہٹنے کے بعد اخوان کا برسرِ اقتدار آنا اسرائیل کے لیے شہ مات کے مترادف تھا۔ چنانچہ مذاکرات کی میز سے ان چہروں کو ہٹایا گیا جن پر دینی رنگ تھا۔ لہٰذا دینی ذہن کے مجاہدین نے جبہۃ النصرۃ، جیش الاسلام اور فیلق الشام وغیرہ کے نام سے اپنی تنظیمیں قائم کر کے اپنی سرگرمیاں جاری رکھیں اور پھر اسرائیل، روس اور امریکا دونوں نے ان کو اپنا نشانہ بنایا، جب کہ شامی فوج کے نشانے پر وہ پہلے سے تھیں۔ ان جماعتوں نے نام نہاد مذاکرات سے خود کو الگ رکھا اور مذاکرات کا منصوبہ بنانے والوں نے بھی ان سے زیادہ دل چسپی نہیں لی۔

آج شامی مسلمانوں کی تکلیف اور غم سے سارے مسلمان غم زدہ ہیں۔ دنیا میں بہت سے خطۂ ارض ہیں جہاں قتل و غارت گری کا بازار گرم ہوتا ہے لیکن پھر یہ قتل و غارت گری ایک دن رُک جاتی ہے، البتہ ایک سرزمین ایسی ہے جہاں خوں ریزی رکنے کا نام نہیں لیتی ہے۔ دن، ہفتے، مہینے اور برس گزر جاتے ہیں لیکن خون کی پیاس نہیں بجھتی ہے۔ قاتل کا دست سفاک قتل سے باز نہیں آتا ہے۔ پہلے درعا، پھر دیر الزور، پھر حلب اور اب غوطہ دمشق۔ پہلے بھی جان بچانے کے لیے لوگ سمندروں میں کود گئے تھے اور کشتیاں پانی میں ڈوب گئی تھیں۔ ایلان کردی جیسے بچوں کی لاشیں انسانیت کو پکارتی رہیں، اور حلب میں ملبے کے نیچے دبا ہوا بچہ احمد اپنی معصومیت کے ساتھ

آوازیں دیتا رہا۔ پانچ سالہ جنگ میں پچاس ہزار سے زیادہ معصوم بچے مارے گئے۔ اب پھر وہی شام ہے، وہی شب خون ہے اور وہی خون آشامی ہے۔ غوطہ میں ظلم و تشدد کے طوفان سے ہر شخص لہولہان ہے۔ سکونتی عمارتیں مسمار ہوگئی ہیں، مسجدیں شہید ہوگئی ہیں، اسپتال منہدم ہوگئے ہیں۔ اس بار غوطہ میں خون کی ندی میں مظلوم شامی مسلمان غوطہ زن ہیں۔ شام کے کماندار ناوک فگن ہیں اور حاکمِ شام کے فوجی کھلے آسمان سے بمباری کر کے سیکڑوں معصوم انسانوں کی زندگی کا چراغ بجھا رہے ہیں۔ یہ سلسلہ ۲۰۱۱ء سے شروع ہوا جو رُکنے کا نام نہیں لے رہا۔ گذشتہ چند روز کے اندر غوطہ میں ۱۸۰۰ اشخاص کی زندگی کا چراغ گل ہو چکا ہے۔ ۸ لاکھ افراد شام میں ظالم بشارالاسد اور اس کے حلیفوں کے ہاتھوں شہید ہو چکے ہیں اور ایک کروڑ ۴۰ لاکھ سے زیادہ ہجرت کر چکے ہیں۔ اب تک لاکھوں زندگیاں ایک حکمران کی ضد اور رعونت کے آگے قربان ہو چکی ہیں اور لاکھوں انسان اپنا گھر بار، اپنی تجارت اور ملازمت چھوڑ کر راہِ فرار اختیار کر چکے ہیں۔ اب نہ ان کا کوئی گھر ہے، نہ دَر ہے۔ بس سر کے اُوپر خیموں کا سائبان ہے جو پڑوسی ملک ترکی نے اپنے یہاں مہیا کر دیا ہے۔

دنیا میں بدی اور خباثت کی ایک بڑی علامت بشارالاسد ہے، جس کی فوج ہر طرف ملک میں رقصِ بسمل کا تماشا دکھا کر اب غوطہ میں عمارت شکن اور زمین شگاف بمباری میں مصروف ہے۔ جس میں ہر روز سیکڑوں مرد اور عورتیں اور بچے لقمۂ اجل بن رہے ہیں۔ قیامت سے پہلے قیامت کا منظر ہے۔ دھماکوں اور شل باری سے زمین پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ بموں کا دھواں آسمان تک بلند ہو رہا ہے۔ عمارتیں ریزہ ریزہ ہو کر زمین بوس ہو رہی ہیں۔ غوطہ ایک ملبے سے تبدیل ہو رہا ہے اور اس کے بڑے حصّے پر اب شامی فوج کا قبضہ ہے۔ روسی مشیر کار بھی بشار کی رہنمائی اور کمک کے لیے برسرِ موقع موجود ہیں۔ دنیا میں مختلف تنظیمیں اس ظلم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کر رہی ہیں لیکن مسلم دُنیا کی طرف سے احتجاج کی کوئی آواز بلند نہیں ہوئی ہے، جیسے شامی ان کے بھائی نہ ہوں دشمن ہوں۔ اقوام متحدہ نے ایک ماہ کی جنگ بلندی کی قرار داد منظور کی ہے لیکن اس پر عمل درآمد نہ دارد۔ بعض طاقتیں روس سے مداخلت کی اپیل کر رہی ہیں۔

شام اس وقت ایک ایسے جسم کی مانند ہے جس کے اعضا کٹے ہوئے اور بکھرے ہوئے ہیں اور اس کے جسم کو مثلہ کرنے میں تمام چھوٹی بڑی طاقتیں شریک ہیں۔ شام کے مزاحمتی گروپ

جس میں اسلام پسند بھی شامل ہیں، اس کو توڑنے میں سب متحد ہیں۔ حلب ہو یا درعا، حمص ہو یا دیر، الزور ہو یا غوطہ، ہر جگہ زمین خونِ مسلم سے لالہ زار ہے۔ سقوط شام پر عرب اسلامی دنیا میں سکوت طاری ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان عرب مسلم ملکوں پر مرگِ غیرت اور مرگِ حمیت اور مرگِ دوام طاری ہے۔ اگر شام میں آبادی بجاے مسلمانوں کے عیسائیوں پر مشتمل ہوتی اور ان کے ساتھ یہ خوں ریزی اور خون آشامی کا معاملہ ہوتا تو دنیا چیخ اُٹھتی۔ شام کی جنگ کے تمام فریق، مسلمان مجاہدین مزاحمتی گروپ اور ترکی کو چھوڑ کر، سب خوش ہیں کہ اسلام کا نام لیے بغیر مسلمانوں کے جسم کی تکابوٹی کی جارہی ہے، اوران بڑی طاقتوں کو خوب معلوم ہے کہ پڑوس کے عرب ملک بے طاقت اور بے حیثیت ہیں۔ وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ وہ عشرت کدوں میں دادِعیش دینے کے سوا کچھ نہیں جانتے۔

شام وہ بدقسمت ملک ہے جس میں ظلم وستم کے بہت سے خونیں پنجے پیوست ہیں۔ داعش کو ختم کرنے کے نام پر روس اور امریکا دونوں مسلسل شہری علاقوں پر بم باری کر کے عمارتوں کو منہدم کرتے رہے ہیں۔ مسجدوں اور اسپتالوں تک کو نشانہ بنایا گیا ہے اور ان دونوں آقاؤں کی فضائی سرپرستی میں بشارالاسد کی فوج فتح کا جھنڈا بلند کرتی رہی ہے۔ یہ سب طاقتیں مل کر خون کی ہولی کھیلتی رہی ہیں۔ بالکل ابتدا میں جب یہ بیرونی طاقتیں میدان میں نہیں کودی تھیں، شام کے مجاہدین نے جنھیں 'باغی' کہا جاتا ہے، ملک کے ۸۰ فی صدی علاقوں پر زمینی قبضہ کرلیا تھا اور ایسا لگتا تھا کہ پورے ملک شام پر ان کا قبضہ اب چندروز کی بات ہے۔ یہ اسرائیل اور بڑی طاقتوں کے لیے ناقابلِ برداشت بات تھی اور اسرائیل کا وجود خطرہ میں پڑ سکتا تھا۔ بشارالاسد کے ظالمانہ رویے کے باوجود دنیا کی طاقتیں اسی پیکرِ ظلم حاکم کو برسرِ اقتدار دیکھنا چاہتی ہیں اور ایران کے نزدیک بشار کا اقتدار خواہ وہ کیسا ہی بُرا ہو، سُنّی اقتدار سے بہتر ہے۔

شام میں جن لوگوں کے ہاتھ میں انقلاب کی قیادت تھی ان کی ذہنی اور فکری وابستگی اخوان المسلمون کے ساتھ تھی اور خلیج کے حکمرانوں کا حال یہ ہے کہ انھیں لفظ اخوان کے 'الف' سے بھی ڈر لگتا ہے، اور اسی لیے انھوں نے محمد مرسی کی حکومت کا تختہ الٹنے میں بڑی طاقتوں کی پوری مدد کی۔ خلیجی حاکموں کے بعض کفش بردار مفتی حضرات اخوان پر اور ان تمام علما پر جو اخوان کے طرف دار تھے دہشت گردی کا الزام لگاتے رہے۔ علم دین اور افتا کی ایسی رُسوائی چشم فلک نے کم ہی دیکھی ہوگی۔

مصر ہو یا تیونس، لیبیا ہو یا شام، ہر جگہ انقلابات کی اصل وجہ وہ شدید ظلم ہے جو ان ملکوں میں حاکم اپنے عوام پر ڈھاتے تھے اور کسی کو شکایت کرنے اور احتجاج کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ آزادیِ تحریر وتقریر دنیا میں تمام ملکوں میں ہر انسان کا بنیادی حق سمجھا جاتا ہے۔ اس دور کی جمہوریت کے نقطۂ نظر سے بھی اور اسلامی شریعت کے اعتبار سے بھی شکایت، احتجاج اور تنقید ہر شہری کا بنیادی حق ہے، لیکن شام میں اور بہت سے ملکوں میں انسانیت کا نہیں بلکہ جنگل کا قانون رائج ہے۔ وہاں ہر طاقت ور حکمران کمزور پر ظلم کرنے کا عادی ہے۔

بعض دانش وروں کا کہنا ہے کہ دینی ذہن اور تحریک کے لوگوں کو شام میں اور کئی ملکوں میں شکست کا سامنا ہوا، کیوں کہ جب تک طاقت کا توازن نہ ہو اور حکومت سے مقابلے کی طاقت نہ ہو، انقلاب کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ حقیقت یہ ہے کہ بشار کی ظالمانہ حکومت کے خلاف جدوجہد کرنے والے شام میں کامیابی کی دہلیز تک پہنچ گئے تھے، مگر یہ بیرونی طاقتیں تھیں جو بشار حکومت کی کمک پر آگئیں۔ حزب اللہ کے رضا کار، بشار حکومت کو بچانے کے لیے شامی فوج کے شانہ بشانہ لڑنے کے لیے سامنے آگئے۔ اس پر بھی انقلاب بردار مجاہدین اور باغیوں کا پلڑا بھاری ہورہا تھا۔ اب شامی حکومت نے روس کو دعوت دی کہ وہ آئے اور گرتی ہوئی حکومت کو سنبھالا دے۔ روس ایک عالمی طاقت ہے، اسے اپنے روایتی حلیف شام کی مدد بھی کرنی تھی اور افغانستان میں شکست کا بدلہ بھی لینا تھا، اور ملک شام میں اپنے اقتصادی مفادات کی حفاظت بھی کرنی تھی۔

'داعش' کے نام پر روس نے شام کی مزاحمتی فوج پر خوب بمباری کی اور یہ مزاحمتی فوج وہ ہے جو بشار کے خلاف برسرِ پیکار ہے۔ روسی طیارے آسمان سے مجاہدین اور مزاحمتی فوج پر جنھیں 'فری سیرین آرمی' بھی کہا جاتا ہے آگ برسانے لگے اور پھر حلب انقلابیوں یا باغیوں یا 'فری سیرین آرمی' کے ہاتھ سے نکل گیا۔ شام میں جو جنگ کا منظرنامہ ہے وہ چھوٹے پیمانے پر عالمی جنگ کا منظرنامہ ہے۔ یہاں روس بھی بشار کی حمایت میں بمباری کر رہا ہے اور داعش سے کہیں زیادہ مزاحمتی گروپ کو نشانہ بنا رہا ہے، اور امریکا نے بھی اپنی فضائی فوج ملک کی ویرانی میں اضافہ کرنے کے لیے لگا دی ہے۔ یہ کہنا غلط ہے کہ شام میں آزادی اور انقلاب کا نعرہ بلند کرنے والوں نے بشار الاسد سے شکست کھائی ہے۔ انھوں نے تو بشار الاسد کو زمین کے بڑے حصّے سے

بے دخل کر دیا تھا۔ انھوں نے دراصل روس اور امریکا اور حزب اللہ کی متحدہ فوج سے شکست کھائی ہے۔ محدود پیمانے پر ترکی کی فوجی مداخلت بھی سرحد پر کردوں پر کنٹرول کرنے کے لیے موجود ہے۔ یہ کرد وہ ہیں جو ترکی میں بھی خلفشار پیدا کرتے ہیں اور امریکا کی ہمدردیاں کردوں کے ساتھ ہیں۔ مرنے والے سب شام کے مسلمان ہیں۔ رات دن مسلمانوں کا خون بہہ رہا ہے اور دنیا تماشائی بنی ہوئی ہے۔ سقوطِ شام پر اسلامی عرب دنیا میں مرگِ دوام اور سکوت کی کیفیت ہے۔

مسلم دنیا کے خلاف عالمی سازش ہے۔ مغربی ملکوں نے مسلم ملکوں کو اپنا آلۂ کار بنایا ہے۔ خلیجی ملکوں کی مدد سے جمہوری اور دستوری حکومت کا مصر میں تختہ اُلٹا گیا۔ سعودی عرب کے ذریعے قطر کا بائیکاٹ کیا گیا۔ سعودی عرب نے اسرائیل کے لیے ہندستان کو فضائی راہ داری بھی دے دی ہے اور پھر 'معتدل اسلام' کا نعرہ۔ اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ مغرب کا جال کس قدر جکڑ چکا ہے اس پورے خطے کو! ایک زمانے میں یہاں پر اخوان المسلمون کے خیرخواہ اور ہمدرد ہوا کرتے تھے اور اب اخوان پر دہشت گردی کے جھوٹے الزام لگانے والوں کی کوئی کمی نہیں ہے، کہ امریکی آقا یہی چاہتے ہیں۔

اسلام اور مسلمانوں کا درد ترکی کو ضرور ہے، لیکن امریکا نے ترکی میں انقلاب کی سازش کر کے طیب اردگان کو محتاط کر دیا ہے۔ شام اس کے لیے پل صراط ہے اور اسے سنبھل کر کے چلنا ہے اور اس نے اپنی جنگ کرد ملیشیا تک محدود رکھی ہے۔ تاہم، اس نے لاکھوں شامی مہاجرین کو پناہ دے کر نیکی اور شرافت اور وسیع القلبی اور دینی حمیت کا سب سے بڑا ثبوت فراہم کیا ہے۔

شام میں جنگ بندی پر اتفاق کے باوجود عملی طور پر بم باری جاری ہے۔ آزادانہ انتخابات اور عبوری حکومت کے قیام کا وقت کب آئے گا، یہ اللہ بہتر جانتا ہے۔ امریکا کی فوجی مداخلت بھی روس کی جارحیت کو روک نہیں سکی ہے۔ ترکی کی زیادہ پیش قدمی ایران کے لیے دعوت مبازرت بن جائے گی۔ بظاہر ابھی اُفق پر اندھیرا ہے۔ سفینہ ساحلِ نجات تک کب پہنچے گا، کسی کو نہیں معلوم۔ جب ہر 'ناخدا' سے اُمید کا سر رشتہ ٹوٹ جاتا ہے تب غیب سے خدا کی کارسازی کا ظہور ہوتا ہے۔ وہ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ (ہود ۱۱:۱۰۷) ہے، وہ جو چاہے کرسکتا ہے۔ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط (الفتح ۴۸:۴) ''آسمانوں اور زمین کے تمام لشکر اس کے قبضۂ قدرت میں ہیں''۔